''ماں''

چند دن پہلے، عبدالستار عاصم صاحب نے کمال مہربانی کی۔ طالب علم کے گھر تشریف لائے اور حسب روایت چند کتابیں عطا فرمائیں۔ شام کو جب، ایک کتاب پر نظر پڑی تو چونک گیا۔ عنوان تھا۔ ''ماں''۔ مطالعہ شروع کیا۔ تو وقت تھم گیا۔ کتاب کب پڑھنی شروع کی کب ختم ہوئی، پتہ ہی نہیں چلا۔ ''ماں'' کے ذکر پر، کون ہے جو آبدیدہ نہیں ہوتا۔ زندگی کا سب سے بے لوث رشتہ۔ آنکھوں کے سامنے، اپنی والدہ کا نقشہ سامنے آ گیا۔

علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم ایس سی باٹنی (Botany)۔ پھر، ایک اجنبی ملک کی طرف ہجرت اس کے بعد، دیار غیر میں، بغیر کسی سہارے کے شعبہ تعلیم سے منسلک ہونا، اور آخری سانس تک تدریس کے مقدس کام میں مصروف رہنا۔ سب کچھ، پردہ غیب سے ذہن پر ظہور پذیر ہونے لگا۔ اس ذاتی موضوع پر کسی اور وقت قلم اٹھاؤں گا۔ آج تو صرف کتاب میں سے چند اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ماں کو کبھی نہیں بھلایا۔ وہ اکثر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر جایا کرتے تھے اور وہاں کھڑے ہو کر آنکھیں اشکبار کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ماں کی قبر پر اس قدر روئے کہ ان کے ساتھ صحابہ بھی رونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جملہ ماں کے رشتے کی عظمت اور گہرائی کو بیان کرنے کے لیے کافی ہے۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں کی حیثیت سے سب سے نمایاں خصوصیت ان کی غیر متزلزل ایمان داری تھی۔ ایک عام عورت بھی ماں بن کر اپنی اولاد کے لیے بہت سی قربانیاں دیتی ہے، لیکن حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام ان تمام ماؤں سے بلند تر تھا کیونکہ ان کا بیٹا اللہ تعالیٰ کا نبی تھا، جس کے ذریعے بنی اسرائیل کو ہدایت دی گئی۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تربیت اس انداز میں کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے سچے نمایندے بنے۔ ان کی تعلیمات میں محبت، رحمت اور خدا پرستی کا عکس صاف نظر آتا ہے اور یہ سب کچھ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ابتدائی تربیت کا ہی نتیجہ تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی زندگی میں بچوں کی تربیت کو ہمیشہ اولین ترجیح دی۔ باوجود اس کے کہ وہ ایک مصروف تاجرہ تھیں، اور بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی شریک حیات کے طور پر نبوت کے ابتدائی دور کی تمام مشکلات کا سامنا بھی کر رہی تھیں، انھوں نے کبھی اپنی ماں ہونے کی ذمے داری کو نظر انداز نہیں کیا۔ ان کے ہاں بچوں کے ساتھ محبت، شفقت، سلیقہ مندی اور حکمت عملی کے ساتھ تربیت ایک مستقل عمل تھا۔ انھوں نے اپنے بچوں کو وقت دیا، ان سے بات کی، ان کے احساسات کو سمجھا اور ان کی روحانی اور اخلاقی نشوونما کا خیال رکھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی ماں: اس عظیم عورت کا نام ست النفر تھا۔ ست النفر نے بیٹے کو صرف جنگی تربیت ہی نہیں دی بلکہ ایک ولی مزاج مجاہد بنایا۔ وہ راتوں کو تہجد پڑھ کر بیٹے کے لیے دعائیں کرتیں، اور دن کے وقت اسے عدل، صبر، قناعت اور رعایا کی خدمت کا درس دیتیں۔ وہ کہا کرتی تھیں: ''بیٹا! تمھیں اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے تو اس کا استعمال صرف مظلوموں کی حفاظت اور حق کے قیام کے لیے کرنا''۔ یہی سبق بعد میں صلاح الدین ایوبی کی زندگی کا نصب العین بنا۔ شیر میسور ٹیپو سلطان کی والدہ: فاطمہ بیگم نے اپنے بیٹے کی تربیت صرف ایک شہزادے کے طور پر نہیں کی، بلک ایک مجاہد، عابد، اور صالح انسان کی طرح کی۔ انھوں نے ٹیپو کو قرآن مجید کی تعلیم، اسلامی تاریخ، سیرت النبی ﷺ اور حکمرانی کے اصولوں سے آراستہ کیا۔ وہ اکثر ٹیپو سے کہا کرتی تھیں: ''فتح کی اصل طاقت تلوار نہیں، نیت میں ہوتی ہے''۔ ان کی صحبت میں ٹیپو سلطان نے قناعت، عدل، سخاوت، اور حیا جیسے اعلیٰ اوصاف سیکھے۔ عرض کروں گا کہ ماں کا وجود اور کردار، کسی مذہب، سماج یا ملک تک محدود نہیں۔ ہر کامیاب انسان میں کسی نہ کسی طرح، اس کی والدہ کی جھلک ضرور نظر آتی ہے۔

سوفی ماریکوری۔ ماریہ کوری کی ماں: سوفی نے اپنی بیٹی کو تعلیم سے محبت، محنت کی عظمت، اور اصولوں پر ڈٹے رہنے کا سبق دیا۔ یہی اقدار ماریہ کیوری کی پوری زندگی میں جھلکتی رہیں۔ نوبل انعام یافتہ سائنسدان ہونے کے باوجود ماریہ سادگی سے رہتیں، بغیر کسی ذاتی فائدے کے تحقیق کرتیں، اور اپنی دریافت ''ریڈیم'' سے حاصل شدہ حقوق کو مفت انسانیت کے لیے وقف کر دیا۔ ان کے اندر جو اخلاقی عظمت، عاجزی، اور خدمت کا جذبہ تھا، وہ سب ماں کی پرورش کا نتیجہ تھا۔ سوفی ماریکوری نے شاید خود کوئی نوبل انعام نہیں جیتا، نہ ہی ان کا نام سائنس کی کتابوں میں لکھا گیا، مگر جو ماں اپنی بیٹی کے اندر انسانیت، علم، قربانی اور عظمت کا چراغ روشن کرے، وہ کسی اعزاز کی محتاج نہیں۔ ماریہ کیوری کی کامیابیاں، ان کی دریافتیں، ان کی خدمات سب سوفی کے دامن تربیت کا فیض تھا۔ یقیناً ایسی ماں ''قوموں کی معمار'' کہلانے کی حق دار ہے۔ نیوٹن کی والدہ سے جذباتی وابستگی: نیوٹن ایک درویش مزاج انسان بن گیا، جو شہرت سے دور، تحقیق میں مگن رہتا۔ لیکن ماں کے لیے اس کی محبت دل سے تھی۔ جب مارگریٹ نیوٹن 1679 میں شدید علیل ہوئیں تو نیوٹن نے اپنا سارا تحقیقی کام روک کر ان کی تیمارداری کی، اور ان کے آخری لمحات تک ان کے ساتھ رہا۔ مارگریٹ کی وفات نیوٹن کے لیے ایک جذباتی صدمہ تھی۔ وہ کئی ماہ خاموش اور گم سم رہا۔ اس نے کہا: ''میری ماں کی خاموشی میں وہ آوازیں تھیں جنھوں نے مجھے کائنات سننے کا ہنر دیا''۔ مارگریٹ نیوٹن نے جس بچے کو تنہائی میں جنم دیا، وہ بچہ دنیا کے سب سے عظیم سائنسدانوں میں شامل ہوا۔ پاؤلین آئن اسٹائن، آئن اسٹائن کی عظیم ماں: پاؤلین نے اپنی بیٹے کی فطری دلچسپیوں کو ابھارنے میں ہر ممکن کردار ادا کیا۔ گھر کا ماحول سادہ، خاموش اور مطالعہ دوست تھا۔ پاؤلین نے آئن اسٹائن کو پیانو سکھایا اور موسیقی کے ذریعے اس کی سوچ میں ربط اور توازن پیدا کیا۔ وہ جانتی تھیں کہ ہر ذہین بچہ ضروری نہیں کہ اسکول میں چمک دکھائے، لیکن اگر اسے گھریلو سطح پر علم، سوال کرنے کی آزادی اور شعور کی پرورش ملے تو وہ دنیا بدل سکتا ہے۔ جب آئن اسٹائن اسکول میں کمزور طالب علم سمجھا جاتا تھا، پاؤلین نے اسے کبھی مایوس نہیں ہونے دیا۔ اس کی سوچ کو اہمیت دی، اس کی بے ترتیبی کو ذہانت کا ایک انداز سمجھا، اور اسے کبھی ''کمزور'' یا ''ناقص'' نہیں کہا۔ پاؤلین جانتی تھیں کہ ایک حقیقی ذہانت اکثر روایتی سانچوں سے باہر ہوتی ہے۔ اپنی والدہ کے متعلق حضرت علامہ اقبال کیا کمال لکھتے ہیں۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے:

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ! میرا انتظار؟
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار؟
خاک مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا؟

اپنی تحریر کا اختتام، برادرم خالد مسعود کے اس ترجمہ سے کرتا ہوں جو ولیم ورڈز ورتھ نے ''ملاح کی ماں'' کے لازوال عنوان سے لکھا ہے۔

میں ہوں بے زار سفر سے، مگر اس آس میں آئی
کہ مجھے بیٹے کی املاک سے گر چیز ہاتھ آئے
تو اسے پاس بطور ایک نشانی رکھ لوں
یہ قفس اور پرندہ دونوں اس کے تھے
یہ پرندہ مرے بیٹے کی نشانی ہے
صاف ستھرا اور بڑا خوش تربیت
کتنے ہی سفروں میں یہ بیٹے کا ساتھی رہا
آخری سفر میں اس نے اسے پیچھے چھوڑا
شاید حالات سے وہ پیش آگاہ تھا
ایک ساتھی کی حفاظت میں کہ وہ اس کو کھلائے
اور حفظ دامن میں اسے گانے دے
اپنے بیٹے کے ٹھکانے سے
یہ زمزمہ سنج پرندہ میرے ہاتھ لگا
خدا میری بے سمجھی کو اب معاف کرے
میں اس کو ساتھ لیے پھرتی ہوں کہ یہ ایک زمانے سے
میرے بیٹے کے لیے باعث تفریح رہا

اس کالم کو میں واقعی ادھورا چھوڑنا چاہتا ہوں۔